افکار و آراء

ایڈیٹر صاحب الرحیم

ایک خط اس سے پہلے آپ کے نام لکھا تھا، لیکن اس کے بھیجنے میں تامل اور تردد رہا تا آنکہ مارچ کے الرحیم کے شذرات نظر سے گزرے۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ آپ کے رسالے کا مطالعہ کروں۔ ہوں تو اُمّی، لیکن حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی نگاہِ کیمیا اثر نے میری زندگی بدل ڈالی۔ دین کے نام سے جو بھی بات کہی جاتی ہے، اس پر غور کرتا رہتا ہوں اور یہ حق مجھ سے اب کوئی نہیں چھین سکتا۔

آپ نے مارچ کے شذرات میں علمائے دین کو حکومت کا سیاسی حریف بننے سے روکا ہے میرے نزدیک یہ صحیح ترین بات اور مشورہ ہے، لیکن ہے یہ کام ذرا مشکل۔ الرحیم کے شذرات پڑھنے کے بعد میں آپ کے اس صحیح مشورے کے بارے میں خط لکھنے پر آمادہ ہوا۔ لیکن پھر تردد میں پڑ گیا۔ اور آپ کو خط نہ لکھا۔

آج شب کو نمازِ عشا پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو آپ یاد آئے اور آپ نے علماء کو حکومت کا سیاسی حریف نہ بننے کا جو مشورہ دیا تھا، وہ یاد آ گیا، اور اس کے ساتھ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی بہت سی باتیں یاد آ گئیں۔ اب میرے لئے کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ میں آپ کے خیال کی تائید کروں اور علماء میں سے جو علمائے حق ہیں، وہ خدانخواستہ اگر اس تصادم کا سوچتے ہیں تو انہیں اس سے اور اس کے نقصان سے بچا لوں۔ حضرت مولانا سندھی اس شرط پر واپس وطن آئے تھے کہ

وہ انگریزی حکومت کے خلاف کسی بیرونی طاقت سے ساز باز نہیں کریں گے۔ اور ان کا یہ مقصد نہیں ہوگا کہ حکومتِ وقت کو اُلٹیں مولانا کے متعدد خطبوں میں یہ بات واضح طور سے کہی گئی ہے لیکن اس وقت کم فہم اور جوشیلے مولویوں نے اس کے غلط معنی لئے۔

میں یہاں صاف صاف کہہ دوں کہ اگر یہ علماء دین کے نام سے کسی حکومت کو الٹ بھی دیں تو اس کے بعد ان کی جو حکومت ہوگی، وہ کبھی "دینی" نہیں ہوگی۔ کیونکہ ان کے پاس دین یعنی دین اسلام بطور ایک سیاسی فکر کے ہے کہاں؟ وہ دین کے نام سے جو حکومت بنائیں گے، وہ لادینی ہوگی۔ کیونکہ محض ایک حکومت کو دینی کہنے سے وہ دینی تو نہیں ہو جائے گی۔

اسلام اگر کبھی سیاسی طاقت حاصل کر سکتا ہے، تو اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے عبید اللہی راستہ، عبید اللہی راستہ کیا ہے، اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں۔ اس کے علاوہ دینی سیاست اور کہیں سے آ ہی نہیں سکتی۔ حضرت مولانا سندھی نے کسی خاص مکتبِ خیال کی بنیاد نہیں ڈالی، بلکہ انہوں نے اسلام کے اصولوں کو از سرِ نو زندہ کرنے کے متعلق اشاروں میں اپنی بات کہی۔ اس میں شرملنے کی کوئی بات نہیں کہ مولانا اسلام کے مبلغ تھے اور اسلام کو دنیا میں کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اسلام ان طریقوں سے ہرگز کامیاب نہیں ہوگا، جنہیں آج کل استعمال کیا جا رہا ہے یہ لوگ دراصل اسلام کی آڑ میں خود حاکم بننا چاہتے ہیں۔ مولانا فرماتے تھے کہ حاکم کوئی بھی ہو، تمہارا کام اسے اسلام کے اصولوں پر چلانا ہے۔ حکومت کا کوئی نام بھی ہو، اسے اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔ یہاں پہ بلکہ ہر جگہ اسلام کو غالب کر کے دکھاؤ۔ بے شک یہ بڑا صبر آزما اور دیر طلب معاملہ ہے، لیکن اس دھن اور خیال میں سرگرم عمل رہنا جہاد اور اس راہ میں مرنا شہادت ہے۔

میں جو یہ کہہ رہا ہوں کہ علماء حکومت کے سیاسی حریف نہ بنیں، تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں حکومت کا ایجنٹ ہوں۔ میں دین کی خاطر یہ بات کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ خدانخواستہ اگر دین کے نام سے علماء حکومتِ وقت سے متصادم ہوئے، تو ان کو تو جو نقصان پہنچے گا وہ تو پہنچے گا ہی۔ اس سے